کتاب پر تبصرہ

کتاب کا نام : *پاکستان کی تہذیب و ثقافت*
مصنف : کشور ناہید
ناشر : اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس
شہر : کراچی
سال اشاعت : ۲۰۱۷ء
صفحات : ۱۱۲
قیمت : ۳۹۵ روپے
تبصرہ نگار : ڈاکٹر فرح گل بقائی*

ہر کتاب کی عدم سے وجود میں آنے کی ایک کہانی ہوتی ہے۔ کچھ مصنف اس کو ضبط تحریر میں لاتے ہیں اور کچھ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں۔ کشور ناہید نے یہ کتاب یوں لکھی کہ انہوں نے پاکستان کو بنتے دیکھا۔ فہمیدہ ریاض، امینہ سید اور عمیر لودھی اور خود کشور کی اولاد نے ضد کی کہ وہ اپنے مشاہدات کو قلم کی نوک کی زینت کریں اور سچ لکھیں اور یوں یہ کتاب عدم سے وجود میں آئی۔

اعتزاز احسن نے ''سندھ ساگر'' لکھی کیونکہ وہ ملتان جیل میں تھے اور بہت سے سوالات ان کے ذہن کو پریشان کر رہے تھے کہ پاکستان کس سمت گامزن ہے؟ آپ اُس کا تعین کرنے کے لیے کتابوں اور مطالعہ کے عمیق سمندر میں غوطہ زن ہو گئے کیونکہ جیل

---

* سینئر ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیقِ تاریخ و ثقافت، قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

میں اس سے بہترین مصروفیت اور کوئی نہیں۔ آپ چھ مہینے تک ملتان جیل میں رہے اور سندھ ساگر کے مصنف بن گئے۔

عکسی مفتی نے بھی ''پاکستانی ثقافت'' پر کتاب تحریر کی جو پاکستان کے لوگوں کی فطری سمجھ بوجھ کو اُجاگر کرتی ہے۔ عکسی اس بات پر مصر ہے کہ انسان کو اللہ نے بڑا کامل اور روحانی آمیزش سے بنایا ہے۔ پاکستانیوں کے خمیر میں یہ میلان ہے اس کو پالنے بڑھنے دیا جائے۔ یہ صدیوں کی ریاضت ہے کہ ہنر ان کے ہاتھوں میں پنہاں ہے وہ ٹیکسلا کے سنگ تراش کا ذکر کرتے ہیں جو اب امریکی یونیورسٹی میں سنگ تراشی کی تربیت نئی پود کو دے رہا ہے۔ وہ فاقہ زدہ بدھ Starving Buddha کی ایسی سنگ تراشی کرتا ہے کہ اصلی اور نقلی میں تمیز کرنا مشکل ہے۔

وہ اپنی والدہ کا ذکر کرتے ہیں جو زندگی کے مسائل ہیر وارث شاہ کے کلام سے اپنی زندگی کی گتھیوں کو سلجھا لیتی تھیں۔

عکسی کے نزدیک لکھنا، پڑھنا، کمپیوٹر کا علم یہ سب ایک مہارت ہے۔ زندگی کو کیسے برتنا ہے یہ بڑے تحمل، صبر اور حکمت کا کام ہے اس میں صوفیاء، کلام، پہیلیاں، ضرب المثل، لوک کہانیاں، ٹپے، شادی کے گیت، بچوں کی نظموں میں صدیوں کی دانش، دانائی ان میں سمائی ہوتی ہے جو ان خواتین کو از بر ہوتی ہے اور جن سے یہ روزمرہ زندگی کے معاملات میں رہنمائی لیتی نظر آتی ہیں۔

اُن کی کتاب ''پاکستانی ثقافت'' لوگوں کی بولیوں، کھانوں، کھیلوں، لباس، ہنرمندی، صوفیانہ کلام، لوک داستانوں کے درمیان ہے۔ انہوں نے بڑے تیکھے اور علمی انداز سے اس گتھی کو سلجھایا ہے کہ پاکستانی ثقافت ہے کیا؟

کتابیں لکھنے کا ایک مقصد ہوتا ہے یہ کتابیں جہاں ہمیں اپنی تہذیب و تمدن سے آگاہی دیتی ہیں وہیں ہمیں اپنے ملک کی تاریخ، اس کے حسن اور خوبصورتی سے بھی روشناس کراتی ہیں۔ کتاب وہی سودمند ہے جو قاری کے ذہن میں نئے اُفق تلاش کرنے کی جستجو اجاگر کرے۔

پاکستان کی تہذیب و ثقافت کے بارے میں یہ کتاب پاکستان کی نامور شاعرہ اور مصنفہ کشور ناہید نے اپنے مخصوص دلچسپ پیرائے میں تحریر کی ہے۔ کشور ناہید کچھ عشروں کے لیے پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس کی ڈائریکٹر جنرل بھی رہیں۔ اس لیے انہیں اپنی ذاتی اور پیشہ ورانہ زندگی میں فنونِ لطیفہ اور اس سے وابستہ فنکاروں کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ مصنفہ نے پاکستان کے تمام تہذیب و تمدن کے پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے مثلاً ادب، فنون لطیفہ، تاریخی مقامات، تھیٹر، فلم، ڈرامہ، پکوان، تہوار، کھیل، لباس، ذرائع آمد و رفت، خواتین، تحریک نسواں، پھول پودے، پھل سبزیاں۔ اس کے علاوہ ہر صوبے کی ثقافت کو بھی زیر موضوع لائی ہیں۔

پاکستان کی تہذیبی ثقافت ایک عمدہ کتاب ہے۔ یہ پاکستانی ثقافت کا ایک مختصر انسائیکلوپیڈیا، پاکستان کی ثقافت پر تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ ایک خاکہ پیش کر دیتی ہے۔ جس میں محقق اپنی کاوش سے سیر حاصل اضافہ کر سکتا ہے۔ پاکستان کو سمجھنے کے لیے یہ مختصر سی کتاب بہت ہی کارآمد ہے۔ یہ کتاب بہت سے سوال اٹھاتی ہے اور ساتھ ہی اس کے جوابات بھی عنایت کر دیتی ہے۔ تہذیب و تمدن ہر دور میں اپنی شکل بدلتے رہتے ہیں۔ کپڑے، لباس، تراش بدلتی رہتی ہے۔ مگر کچھ چیزیں مستقل رہتی ہیں۔ یہی لوگوں کی پہچان اور شناخت ہیں۔ قمیض کبھی گھٹنوں سے اوپر اور کبھی نیچے ہو جاتی ہے مگر رہتی قمیض ہی ہے۔ شلوار کے پائنچے کبھی چوڑے ہو جاتے ہیں کبھی تنگ مگر رہتی شلوار ہی ہے۔

یہ کتاب کل ۲۳ ابواب پر مشتمل ہے پہلا باب قیام پاکستان سے تقسیم تک ہے۔ مصنفہ بیان کرتی ہیں کہ:

> ۸ تاریخ کے اوراق پلٹتے ہوئے دیکھتی ہوں تو ۱۵ جولائی کو برطانوی پارلیمنٹ نے برصغیر کی تقسیم کابل منظور کیا جو ۱۶ جولائی کو دارالامراء میں بھی منظور ہوا۔ اور ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو باقاعدہ ایکٹ کی صورت میں نافذ ہوا۔ اس ایکٹ کو Indian Independence Act ۱۹۴۷ء کہتے ہیں۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے تجویز کیا کہ ہندوستان-پاکستان ۱۵ اگست کو آزادی کا اعلان کریں۔ قائداعظم نے اختلاف کیا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی کے

اعلان کے ساتھ برطانیہ کے بادشاہ جارج ششم نے قائداعظم کو بطور گورنر جنرل اختیارات سنبھالنے کی منظوری دے دی۔

کشور ناہید نے تقسیم کے بعد لوگوں کے رہن سہن کے حالات لکھے ہیں کشور خود ان سب حالات سے گزر رہی تھیں جو پاکستان بننے کے بعد یہاں جو لوگ ہندوستان سے آئے گزر رہے تھے۔ گو کہ ناہید خود بچی ہونگی خیر بچے بہت کچھ بڑوں سے سنتے رہتے ہیں اور لکھتے وقت مختلف لوگوں، کتابوں، اخباروں سے تصدیق بھی کر لیتے ہیں۔

کشور ناہید نے پنجاب، سندھ، بلوچستان، کے پی کے بارے میں تحریر کیا ہے پھر سب علاقوں کی جغرافیائی تقسیم، لباس، کھانے پینے کے آداب اور ان میں تبدیلیوں کے اسباب بیان کیے ہیں۔

وہ ۱۹۷۹ء میں افغان آمد اور ان کے اثرات مقامی آبادی کا جائزہ پیش کرتی ہیں اور لکھتی ہیں کہ اس دوران مذہبی تعلیم کے لیے بہت سے مدرسے قائم ہوئے۔

پاکستان کی تہذیب و تمدن پنہاں یہاں کی سوندھی مٹی پر ہے جب چلچلاتی گرمیوں کے دوران برسات کی بارش کا چھینٹا پڑتا ہے اور سب کے چہرے کِھل اُٹھتے ہیں۔ اس خوشگوار تبدیلی کے اپنے پکوان، کھیل اور گیت ہیں۔

سر سید نے اپنے پرچے تہذیب الاخلاق کی پہلی اشاعت ۱۸۷۰ء میں لکھا تھا کہ ''برطانوی مورخ ٹامس بکل جس نے تحقیق کی تھی کہ انسانی تہذیب پر طبعی ماحول اور موسم کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ پھر اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ تہذیب صرف یورپ میں ترقی کر سکتی ہے۔ کیوں کہ یورپ کا موسم بہت خوشگوار ہوتا ہے۔ بکل کے نظریات تاریخی حقائق کے برخلاف تھے کیوں کہ تاریخ میں ہمارے سامنے وادیٔ سندھ، وادی نیل، وادیٔ اندلس، دجلہ و فرات کا طبعی ماحول یورپ سے قطعی مختلف تھا۔ پھر بھی ان تہذیبوں کی عظمت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

کشور ناہید پاکستان کے علاقوں کی شادی بیاہ کا بھی ذکر کرتی ہیں۔ بلوچی اور پٹھان زیادہ تر اپنے قبیلوں میں ہی شادی کرتے ہیں جس کی وجہ سے تھیلیسیمیا کی بیماری بچوں میں

آتی ہے۔ ساتھ ساتھ مصنفہ دلچسپ معلومات بھی فراہم کرتی ہیں کہ ’’کیچ کے علاقے کے ہر گاؤں میں خواتین قطر اور عمان میں رہائش پذیر بلوچ خاندانوں کی نساء کے لیے بھاری کڑھائی کے سوٹ تیار کرتی ہیں اور اچھے خاصے پیسے کما لیتی ہیں۔

پھر زیارت اور قائداعظم ریزیڈنسی کا ذکر کرتی ہیں۔ پھر کے پی اور سرخ پوشوں کی طرف توجہ ان کی جاتی ہے صوبہ سرحد کے کھانوں کا ذکر۔

مشرقی پاکستان کا ذکر وہاں کے فنکاروں کا ذکر ایک پیراگراف میں آندھی طوفان کی طرح بہت سی باتیں قلم بند کر دیں۔ گو کہ اس موضوع پر ایک الگ چار پانچ صفحات کا مضمون لکھا جا سکتا تھا۔ یوں لگتا ہے جیسے جلدی جلدی سب کچھ تحریر کرنے کی کوشش کی گئی ہے یا آئندہ لکھنے والوں کے لیے کچھ موضوعات عنایت کیے گئے ہوں۔

پانچواں باب ہمارا تھیٹر، فلم، ڈرامہ اور جدیدیت

یہاں مصنفہ ارتقاء کے مراحل جو ہمارے معاشرہ میں وقت کے ساتھ ساتھ آتے رہے ہیں ان کو بڑی سبک رفتاری سے بیان کیا ہے اور اس کی وجوہات بھی بیان کی ہیں پہلے لوگ ریڈیو سنتے تھے مشہور ریڈیو پروگرام کا انتظار رہتا تھا جیسے رفیع پیر کے ڈرامے، امتیاز علی تاج کا ڈرامہ انارکلی، ڈرامے، اسٹیج شو اور مختلف ادوار میں مختلف لکھاری اس میدان میں اپنے جوہر دیکھاتے نظر آئے۔

پہلے صرف ایک پی ٹی وی سب کی آنکھوں کا مرکز تھا۔ پھر پانچ ہوئے اب کئی چینل میڈیا کی زینت بنے اب کھیلوں کے لیے الگ چینل، خبروں کے لیے الگ، کارٹون کے لیے الگ غرض کہ بے شمار چینل ہیں۔

فلموں کا ایک زمانہ عروج تھا کئی مقبول فلمیں بنی جن میں ’’نائلہ‘‘، ارمان، انتخاب، پہلوان، تلاش وغیرہ شامل ہیں۔

کشور ناہید نے فلم ٹی وی ڈرامے یہاں تک کہ موبائل کا بھی احاطہ کیا۔

کشور ناہید پورے پاکستان کے صوبوں اورعلاقوں کے مشہور اور غیر معروف تاریخی عمارتوں اور جگہوں کا ذکر کرتی ہیں۔ کشور کا طریقہ اظہار خیال یہ ہے کہ وہ روانی سے اپنی

تحریر میں جگہوں کا نام لیتی جاتی ہیں اور مختصر الفاظ میں اس کے متعلق معلومات بھی فراہم کرتی ہیں۔

پنجاب سے سندھ کی طرف کا رخ کرتی ہیں۔ سندھ کا سب سے بڑا قلعہ ''قلعہ رانی کوٹ'' ہے۔ حیدرآباد میں پکا قلعہ مشہور ہے یہاں سیاسی قیدیوں کو نظر بند کیا جاتا ہے۔

بلوچستان پہنچے تو وہاں کا مشہور قلعہ قلعہ گوادر ہے۔ اس کے علاوہ پنوں کا قلعہ، خاران میں نوروز فورٹ۔

مصنفہ ایک جگہ لکھتی ہیں

> وسیع تر سطح پر صوفیاء اور فلاسفروں کے یہاں تہذیب کا جو تصور پایا جاتا ہے اس کا موضوع اور مخاطب کوئی مخصوص انسانی گروہ نہیں بلکہ خود انسان ہے۔ ماضی میں بھی مختلف انسانی برادریاں اپنی تہذیب پر فخر اور اس کی شناخت کی نشانیوں کی حفاظت تو کرتی نظر آتی ہیں کہیں کہیں طبقاتی سماجی حوالوں تہذیبی برتری کا احساس اور گھمنڈ بھی جھلکتا ہے۔ لیکن عمومی طور پر تہذیبیں خود رو پودوں کی طرح ہی جیتی مرتی رہتی ہیں۔ اور یہ سلسلہ معلوم تاریخ سے لے کر کم و بیش پندرہویں صدی عیسوی تک اسی طرح چلتا رہا۔ پھر احیائے علوم، صنعتی انقلاب، نوآبادیاتی نظام، سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے باعث صورت حال بہت حد تک بدل گئی ہے۔ دنیا اس سے پہلے بھی سلطنتوں، ریاستوں، جاگیرداروں کے حوالے سے بے شمار ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی۔ لیکن پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد قومی ریاستوں کے نام پر مختلف علاقوں کی تشکیل نو ہوئی۔ اس نے تاریخ، تہذیب اور اٹلس تینوں کی شکلیں بدل کر رکھ دی۔

مصنفہ کے بارے میں

کشور ناہید ۱۹۴۰ء میں شمالی ہندوستان کے بلند شہر میں پیدا ہوئیں۔ پاکستان بنا تو لاہور منتقل ہوگئیں۔ آپ نے نثر و نظم دونوں میں اپنا مقام بنایا جن میں فلسطینی خاتون مجاہدہ ''لیلیٰ خالد کی آپ بیتی'' اور سموں دی بوار کی عہد ساز کتاب کا تلخیص شدہ ترجمہ شامل ہے۔ ان کی اپنی خود نوشت ''بری عورت کی کتھا'' بھی بہت مقبول ہے۔ ان کی ادبی خدمات کے صلے میں حکومت نے انہیں ستارہ امتیاز عطا کیا اور ۲۰۱۷ء میں انہیں کمال فن ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔